QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

مزاح سے متعلق اسلامی و مغربی مفکرین کی آراء اور نبوی ﷺ تعلیمات؛ ایک تجزیاتی مطالعہ

Views of Islamic & Western Scholars about Humour and Prophetic ﷺ Teachings; An Analytical Study

Wasif Hussain
Ph.D. Research Scholar, Dept. of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur. Email: Hw7889351@gmail.com
Dr. Khalid Mahmood
Lecturer at Dept. of Pakistan Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan. Email: khalid.mahmood@aiou.edu.pk
Muhammad Umar Farooq
M.Phil Scholar, Dept. of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad, Faisalabad Campus. Email: muhammadumarfarooq243@gmail.com

Fun and humour are part of human nature and character while people have a strong desire for relaxation that they want to have the means to express joy. Even bitter ideas can be easily conveyed to others through humor and good nature. Islam did not only allow laughter and entertainment but also prescribed such rules and regulations that people can fulfill their natural needs while living within the limitations.

The Holy Prophet ﷺ made the best arrangements for Islamic state of Madina, the tastes and interests of the people, and their entertainment, and set an example for the rulers that like other countries. Hazrat Muhammad ﷺ did not only allow laughter and humor, but he himself was cheerful and happy towards his companions.

Humour is an essential element of human life, and it has significant importance in Islam as well as in other religions. In this regard, we also get a lot of guidance from Sirat-e-Tayyaba, and it is justified with certain conditions.

In this article, the authors have discussed the introduction of humor, its status in Shariah and its limitations from the perspective of Islamic Shari'ah. The authors have tried to analysis opinions of psychologists, Islamic and Western thinkers in this regard.

Keywords: Cheerfulness, Humor, Human Instinct, Entertainment Humiliation.

DOAJ
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تمہید:

مزاح لاطینی زبان کا ایک لفظ ہے جس کے لغوی معنی رطوبت کے ہیں، مزاح انسانی دل و دماغ کو فرحت و تازگی بخشتا ہے، ذہنی الجھاؤ کو دور کر کے مسکراہٹ و تازگی عطا کرتا ہے۔ مزاح انسان کو زندگی کی غیر ضروری سنجیدگی سے بچانے اور شکست خواب سے پیدا ہونے والے ناقابل برداشت صدموں کے لیے ذہنی طور پر تیار کرتا ہے۔ اس طرح مزاح کا وجود معاشرے کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ مزاح ہمارے افعال، اعمال، حرکات و سکنات اور سماجی روایات کے معیوب پہلوؤں کو پر تبسم انداز میں پیش کر دینے کا نام ہے۔

"یونانی مفکرین افلاطون(Plato)، ارسطو(Aristotle)، سسرو(Cicero) ودیگر ہم عصر مفکرین کے مطابق ہنسی اور مزاح احساس برتری کا نتیجہ ہے جو اپنے ارد گرد بکھری بے ترتیب ناہمواریوں کو دیکھ کر پیدا ہوتا ہے اور یہ ہنسی کا باعث بنتا ہے اور معاشرے پر اپنے اثرات چھوڑتا ہے۔ معاشرے میں موجود اِن ناہمواریوں کو دیکھ کر جو چیز برتری کا احساس دلاتی ہے وہ مزاح کی تخلیق کا باعث ہوتی ہے"۔[1]

"مغربی مفکرین فلپ سڈنی(Philip Sidney)، امانویل کانٹ(Immanuel Kant)، ولیم ہیزلٹ، شوپنہار(Schopenhauer)، ہربرٹ سپنسر Herbert Spencer) ودیگر ہم عصر مفکرین کے مطابق جب کسی چیز یا واقعے کا نتیجہ ہماری توقعات کے برعکس نکلتا ہے تو اس موقع پر پیدا ہونے والی حیرت ہنسی و مسرت کا باعث بنتی ہے۔ انسانی زندگی کے معاملات میں اتار چڑھاؤ کے سبب توقعات کے پوری نہ ہونے کی وجہ اس میں کارگر عمل کے طور پر اپنا کردار ادا کرتی ہے"۔[2]

مزاح زندگی کی ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کا نام ہے، جس کا فنکارانہ اظہار ہو جائے۔ مزاح کی اس تعریف کے مطابق ایک مزاح نگار زندگی میں موجود ناہمواریوں کو نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ تخلیقی سطح پر اس کا اظہار اس انداز میں کرتا ہے کہ اس سے ہنسی کو تحریک ملتی ہے۔

اصطلاحی معنی:

مزاح کا مطلب کوئی نقطہ افروز بات کرنا ہے کہ سننے والے کو سوچنے کے بعد اس کی سمجھ آئے۔ یا بات کرنے والے کے سمجھانے پر اس کو سمجھ آئے۔ مزاح کا استعمال زیر گرفت انسانی صحت اور جذبے کو کہا گیا ہے۔

مزاح کے بارے میں ملا علی قاری فرماتے ہیں:

"الْمِزَاحُ انْبِسَاطٌ مَعَ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ إِيذَاءٍ، فَإِنْ بَلَغَ الْإِيذَاءَ يَكُونُ سُخْرِيَّةً"[3]

"مزاح ایسے عمل کو کہتے ہیں، جس کے ذریعے دوسروں کے ساتھ مل کر خوش طبعی حاصل ہو سکے۔ اس طور پر کہ اس عمل سے کسی دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اور اگر وہ خوش طبعی کسی کے لیے باعثِ تکلیف ہو جائے، تو اسے مزاح نہیں بلکہ 'سخریہ' یعنی مذاق اڑانا کہیں گے"۔

الفاظ کے الٹ پھیر سے پیدا ہونے والا جسم مزاح، لفظی بازی گری، کے زمرے میں آتا ہے۔ اس تکنیک میں عام طور پر ایسے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے جن کے قریب اور بعید دو قسم کے معنی ہوں، کہنے والا اس سے اوّل الذکر مراد لیتا ہے اور سننے والا اس سے بعد الذکر یا اس سے سراسر مختلف ہو۔ الفاظ کی تکرار سے پیدا ہونے والا مزاح بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ ہنسی و مزاح اور زندہ دلی و خوش طبعی

---

[1] Dr. Rauf Parekh, U*rdū Nathar mein mizaḥ nigārī*, (Lahore: Anjuman Traqi Urdu Pakistan, 2007), 20

[2] Dr. Rauf Parekh, U*rdū Nathar mein mizaḥ nigārī*, 201.

[3]Abu Ghada Hassan Abdul Ghani, Al-mizāḥ fi-al-Islam, (Riyadh: Idara-tu-da'wah, 1980 AD), 88.

کو انسانی زندگی کا ایک خوش کن عنصر کہا گیا ہے اور جس طرح اس کا حد سے متجاوز ہو جانا، نازیبا اور مضر ہے، اسی طرح اس لطیف احساس سے آدمی کا بالکل خالی ہونا بھی ایک بہت بڑا نقص ہے۔ جو بسا اوقات انسان کی طبیعت کو محض خشک طبیعت بنا دیتا ہے۔

علامہ بدرالدین ابوالبرکات محمد الغزی اپنی تصنیف (المراحفیا لمزاح) میں رقمطراز ہیں:

"بھائیوں اور دوستوں کا باہم خوش طبعی کرنا، مزاح کرنا مستحب ہے کیونکہ اس سے دلوں کی راحت اور آپس کی محبت و مودت حاصل ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بہتان تراشی، بدگوئی اور جگت بازی نہ ہو جس سے تعلق ختم اور حشمت کم ہو جائے اور فحش کلامی بھی نہ ہو جس سے بغض پیدا ہوتا ہے اور پرانے کینے بڑھنے لگ جائیں"۔[4]

ملا علی قاری علامہ نووی کا قول نقل فرماتے ہیں:

" اعْلَمْ أَنَّ الْمُزَاحَ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ هُوَ الَّذِي فِيهِ إِفْرَاطٌ وَيُدَاوَمُ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُورِثُ الضَّحِكَ وَقَسْوَةَ الْقَلْبِ، وَيَشْغَلُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَالْفِكْرِ فِي مُهِمَّاتِ الدِّينِ، وَيَؤُولُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ إِلَى الْإِيذَاءِ، وَيُورِثُ الْأَحْقَادَ، وَيُسْقِطُ الْمَهَابَةَ وَالْوَقَارَ، فَأَمَّا مَا سَلِمَ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ، فَهُوَ الْمُبَاحُ الَّذِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يَفْعَلُهُ عَلَى النُّدْرَةِ لِمَصْلَحَةِ تَطْيِيبِ نَفْسِ الْمُخَاطَبِ وَمُؤَانَسَتِهِ، وَهُوَ سُنَّةٌ مُسْتَحَبَّةٌ"[5]

"جان لو یہ کہ مزاح وہ ممنوع ہے جو حد سے زیادہ ہو اور اس پر مداومت کی جائے کیونکہ یہ بہت زیادہ ہنسنے اور دل کے سخت ہونے کا باعث ہے، ذکر الٰہی سے غافل کر دیتا ہے اور اہم دینی امور میں غور و فکر سے باز رکھتا ہے۔ بسا اوقات ایذا رسانی تک پہنچاتا ہے۔ بغض وعناد (دشمنی) پیدا کرتا ہے رعب و دبدبہ ختم ہو جاتا ہے لیکن جو شخص ان متعلقہ امور سے محفوظ ہو تو اس کے لئے مباح ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھار کسی مصلحت کے پیش نظر مخاطب کو بے تکلف اور مانوس بنانے کے لئے بارہا انجام دیا اور یہ سنتِ مستحبہ ہے"۔

علامہ نووی کے اس کلام سے مزاح ممنوع و مستحب اور مذموم و ممدوح کا تعین بھی ہو جاتا ہے کہ کثرتِ مزاح چونکہ بہت زیادہ ہنسنے، قلب کے سخت اور بے حس ہونے، ذکر الٰہی سے غافل ہونے وغیرہ جیسے امورِ مذمومہ کا باعث ہے اس لئے وہ ممنوع ہے اور احیاناً مزاح سے یہ امورِ شنیعہ پیدا نہیں ہوتے اس لئے وہ سنتِ مستحبہ ہے"۔

ضروری ہے کہ اس سے کسی کو ایذا نہ پہنچے۔ کسی کی دل شکنی نہ ہو کیونکہ مزاح کہتے ہی ہیں ایسی دل لگی کو جس میں ایذاء رسانی اور دل شکنی نہ ہو۔

" الْمِزَاحُ انْبِسَاطٌ مَعَ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ إِيذَاءٍ، فَإِنْ بَلَغَ الْإِيذَاءَ يَكُونُ سُخْرِيَّةً"[6]

"مزاح کسی کو بغیر ایذاء پہنچائے دل لگی کرنا ہے۔ اگر یہ ایذاء کی حد کو پہنچ جائے تو وہ سخریہ اور ٹھٹھہ ہے، اور سخریہ اور ٹھٹھہ منع ہے"۔

بسا اوقات ہم جولیوں اور ہم نشینوں اور ماتحتوں کے ساتھ لطیف ظرافت و مزاح کا برتاؤ ان کے لیے بے پناہ مسرت کے حصول کا ذریعہ اور بعض اوقات عزت افزائی کا باعث بھی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تمام تر عظمت و رفعت اور شان و شوکت، جاہ و جلال کے باوجود، بسا اوقات اپنے جاں نثاروں اور نیاز مندوں سے مزاح فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فردِ بشر میں یہ مادہ معتد بہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ جو شخص اس عطائے الٰہی کو منجمد نہیں رہنے دیتا اور اس کو بروئے کار لاتا ہے وہ صحیح معنی میں فوائدِ کثیرہ اور منافعِ عظیمہ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ تجربہ شاہد ہے کہ جو شخص اس ودیعت الٰہی سے استفادہ نہیں کرتا بلکہ بہ تکلف اس کو دباتا ہے وہ

---

[4]Abu-al-Barkat Muḥammad Badar Uddīn, Al-Mirāh fi-al-Mizāh, (Cairo: Maktabah-al-Thaqafah-al-Deeniah, 2009), 66.

[5]Mulla ʻAlī Qārī, Mirqāt al-Mafātīḥ, Bab-al-Mizah, (Beirūt: Dar-al-fikr, 1969), 77.

[6]Mulla ʻAlī Qārī, Mirqāt al-Mafātīḥ, Bab-al-Mizah, 77.

اپنے اوپر وقار اور سنجیدگی کا خول چڑھالیتا ہے اور اپنے آپ کو وقار اور عزت و تمکنت کا مجسم پیکر بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اسے مغرور، متکبر، بدمزاج، بدخلق، نک چڑھا، اکھڑ مزاج جیسے القابِ بے بہا سے نوازا جاتا ہے۔ اس کے لئے افادہ اور استفادہ امر محال بن جاتے ہیں وہ چاہے کثیر و عظیم علوم کا امین ہو اور دیگر بہت سے خواص کا حامل ہو مگر اس کے ان خواص سے اہل علم کما حقہ استفادہ نہیں کرپاتے اس کے برخلاف جو انسان اس نعمت خداوندی کو بروئے کار لاتا ہے۔ اسے منجمد نہیں رہنے دیتا اہل دنیا اسے متواضع، منکسر المزاج، خوش اخلاق، خوش طبع، خوش مزاج جیسے القاب سے نوازتے ہیں، اپنے متعلقین و متوسلین میں وہ بڑا ہی مقبول و محبوب ہوتا ہے۔ یہ تمام اسباب مزاح کی حالتوں کی وضاحت کرتے ہیں ان سے مزاح اور مذاق کا فرق واضح ہوتا ہے۔

شریعت اسلامیہ تمام امور میں اعتدال پسند واقع ہوئی ہے، لہٰذا مزاح اور خوش طبعی میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھا ہے۔ تو اس کی کثرت اور اس پر مداومت مذموم قرار دی گئی ہے۔

مزاح مفکرین کی آراء میں:

ماحول کے ٹھوس پن کو لچک دار بنانے میں مزاح بنیادی کردار ادا کرتا ہے، اس طرح معاشرے کی بنیادیں مستحکم ہوتی ہیں۔ مزاح کے باعث ہی فرد اور معاشرے کے درمیان رشتہ استوار ہوتا ہے۔

مشرقی مفکرین کی آراء میں:

ہنسی، تبسم اور مزاح افراد کے درمیان رشتہ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اس فرد کو نشانہ تنقید بھی بناتے ہیں جو معاشرے کے مروجہ اصولوں، قوانین اور ضابطوں سے انحراف برتے۔ مزاح کے ذریعے سماجی تنظیم اور معاشرتی اصولوں سے ہٹ جانے والے فرد کو جھنجھوڑا جاتا ہے جس کا مقصد اس فرد کو انسانوں کی اس ترتیب میں واپس بلانا ہے۔ ہنسی واضح افادیت کے ساتھ ساتھ اصلاحی رجحان کو بھی ساتھ لے کر چلتی ہے۔ ادب میں ان صورتوں کو کئی نام دیے گئے ہیں مثلاً تبسم زیرلب، خندہ بے جا، دیوار قہقہہ، مزاح، مضحکہ خیز، زہر خند، ہنسی مذاق وغیرہ۔

ڈاکٹر رؤف پاریکھ مزاح کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

> "کسی عمل، خیال، صورت حال، واقعے، لفظ یا جملے کے خندہ آور 'پہلوؤں کو دریافت کرنا، سمجھنا اور ان سے محظوظ ہونا مزاح ہے، مسعود حسین خاں نے مزاح کی وضاحت اس طرح سے کی ہے 'مزاح کا مطلب خندہ آوری ہنسنے کے قابل ہے"[7]

ڈاکٹر شمع افروز زیدی مزاح کو اسطرح سے بیان کرتی ہیں کہ:

> "ہنسی، طنز اور مزاح تینوں کا مقصد ایک ہے اور وہ یہ کہ زندگی کی ناہمواریوں کا احساس دلا کر قوم کو اپنی خامیوں کی اصلاح کر کے آگے قدم بڑھانے کی ترغیب دی جائے مگر اس ہمدردانہ شعور میں فنکاری کا دخل ضروری ہے۔ جو بھی بات کہی جائے، وہ شائستگی کی حامل ہو۔ اس سے مقصود دل کے زخموں کو کریدنا نہ ہو، اس پر مرہم رکھنا ہو، تاکہ قوم کے ذہن و دل فرحت و انبساط سے معمور ہو کر نئے عزم و حوصلے کے ساتھ زندگی کی دشواریوں پر قابو پاسکیں"[8]

مشتاق احمد یوسفی اپنی کتاب "چراغ تلے" کے دیباچہ "پہلا پتھر" میں لکھتے ہیں:

---

[7]Dr. Rauf Parekh, U*rdū Nathar mein mizaḥ nigārī*, 55.

[8]Dr. Shama' Afroz Zaidi, Urdū Novel mein Ṭanz o Mizaḥ, (Lahore: Progressive Book Depo. 1980), 59.

"عمل مزاح اپنے لہو کی آگ میں تپ کر نکھرنے کا نام ہے، لکڑی جل کر کوئلہ بن جاتی ہے اور کوئلہ راکھ، لیکن اگر کوئلے کے اندر کی آگ، باہر کی آگ سے تیز ہو تو پھر وہ راکھ نہیں بنتا، ہیرا بن جاتا ہے"[9]

مولانا حالی مزاح کے حوالے سے اس طرح رقم طراز ہیں:

"مزاح جب تک مجلس کا دل خوش کرنے کے لئے کیا جائے، ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا، ایک سہانی خوشبو کی لپیٹ ہے جس سے تمام پژمردہ دل باغ باغ ہو جاتے ہیں، ایسا مزاح فلاسفر اور حکماء بلکہ اولیاء وانبیاء نے بھی کیا ہے، اس سے مرے ہوئے دل زندہ ہو جاتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے تمام پژمردہ کرنے والے غم ختم ہو جاتے ہیں۔ اس سے جودت اور ذہن کو تیزی ہوتی ہے"[10]

مزاح مغربی مفکرین کی نظر میں:

مزاح کی باقاعدہ تعریف مشکل امر ہے تاہم ماہرین نے اپنے اپنے انداز میں اس کو جانچا ہے۔ افلاطون اور ارسطو سے لے کر ژونگ اور فرائیڈ تک متعدد فلسفیوں اور مفکرین نے مسرت اور اس کے اظہار کے متعلق مختلف زاویوں سے بحث کی ہے۔

ہنری برگساں مزاح کے بارے میں کہتے ہیں:

"ہنری برگساں نے ہنسی کو خالص ذہنی عمل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جذبات مثلاً ترحم کی ہلکی سی رو بھی اسے ختم کر دیتی ہے۔ انسان حیوانوں پر صرف اس وقت ہنستے ہیں جب ان کی حرکات بعض انسانی حرکات سے مشابہت پیدا کر لیتی ہیں"[11]

برگساں کے مطابق زندگی لچک اور تحریک سے عبارت ہے اور زندگی جب کسی مقام پر جامد ہو جائے اور میکانکی عمل کا نقشہ دکھائے تو ہماری ہنسی کو تحریک ملتی ہے۔ بے ربط اور بے ہنگم چیزیں بھی ہنسی کا باعث بنتی ہیں ایسٹ مین نے مزاح کے کچھ اصول وضع کئے ہیں، جس میں انہوں نے مزاح کو ایک قطع علیحدہ انسانی جبلت قرار دیا ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ مزاح کھیل کی جبلت ہے اور اس کا بڑا کام یہ ہے کہ انسان کو صدمے یا مایوسی کا ہنس کھیل کر مقابلہ کرنے کی ترغیب دے۔

اشیاء صرف اس وقت مزاحیہ رنگ اختیار کرتی ہیں جب ہم خود مزاح کے مزاج میں ہوں، اگر ہم بہت سنجیدہ ہوں تو مزاح کا نام و نشان تک نہیں ملے گا۔ جب ہم مزاح کے مزاج میں ہوتے ہیں تو خوشگوار چیزوں کے ساتھ ساتھ ناخوشگوار چیزیں بھی اچھی لگتی ہیں۔ ایک نظریہ ارسطو اور تھامس ہابز کا ہے، دوسرا نظریہ امانوئل کانٹ اور شوپنہار کا ہے۔ ارسطو نے اپنے انداز میں بڑی منفرد اور پر معنی بات کی ہے کہ ہنسی ایسی کمی یا بدصورتی کو دیکھ کر معرض وجود میں آتی ہے جو دردانگیز نہ ہو یعنی کمی تو ہو مگر اس سے درد پیدا نہ ہو۔

ہابز نے اپنا نقطہ نظر ان لفظوں میں بیان کیا:

"ہنسی کچھ نہیں سوائے اس جذبہ افتخار یا احساس برتری کے جو دوسروں کی کمزوریوں یا اپنی گزشتہ خامیوں سے تقابل کے باعث معرض وجود میں آتا ہے۔ ہنسی کو تحریک چاہے دوسروں کی بدصورتی یا کمزوری سے ملے یا اس کا باعث ایک احساس برتری ہو، ہر حال میں بنیادی چیز دوسروں کی خامیاں ہی ہیں"[12]

ہابز کے خیال میں وہ ہنسی غیر اخلاقی ہے جو دوسروں کی توہین کا باعث بنے یا اپنے اندر تحقیر کا عنصر رکھتی ہو۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں ہابز کا نظریہ اس زمانے کا عکاس ہے جب اچھی سوسائٹی میں بلند آواز سے ہنسنا بھی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ ہنسی کے حوالے سے ایک اور معروف نظریہ کانٹ کا ہے جس کے مطابق ہنسی اس وقت نمودار ہوتی ہے جب کوئی چیز ہوتے ہوتے رہ جائے۔

---

[9]Mushtaq Aḥmed Yousafī, Chargh Tallay, (Karachi: Maktaba Daniyal, 2014), 98.

[10]Alṭāf Ḥussain Ḥālī, Kuliyat-e-Nathar, (Lahore: Sheikh Ghulām Rasool and Sons, 1968), 213/1.

[11]Dr. Rauf Parekh, U*rdū Nathar mein mizaḥ nigārī*, 201.

[12] Mushtaq Aḥmed Yousafī, Chargh Tallay, 69.

مغربی مفکرین کی آراءاور نظریات کو"ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے"[13]

پہلے گروہ کے حامل مفکرین:

"ان میں افلاطون(Plato)ق م-۳۸۴-۳۲۲ارسطو۴۲۷ق م(Aristotle)سسرو (Cicero)۱۰۴ق م-۴۳ق م،فرانسس بیکن(Francis Beacon)۱۵۶۱ء-۱۶۲۴، ٹامس ہابز(Thomas Hobbes) ۱۵۸۸ء-۱۶۷۹ء-جوناتھن سوئفٹ(Johnathon Swifts) ایڈیسن(Addison)۱۶۷۲ء-۱۷۱۹ءاور ہنری برگساں (Hernri Bergson)۱۹۵۹ء-۱۹۶۱ء":[14]

ان مفکرین کے مطابق ہنسی اور مزاح احساس برتری کا نتیجہ ہے۔اپنے ارد گرد بکھری بے ترتیب ناہمواریوں کو دیکھ کر احساس برتری پیدا ہوتا ہے جو ہنسی کا باعث بنتا ہے اور معاشرے پر اپنے اثرات چھوڑتا ہے۔

دوسرے گروہ میں شامل مفکرین:

"ان مفکرین میں فلپ سڈنی(Philip Sidney) ۱۵۵۴ء،۱۵۸۶ء،امانویل کانٹ(Immanuel Kant)۱۷۲۴ء-۱۸۰۴ءولیم ہیزلٹ۱۷۷۸ء- ۱۸۳۰ء ،شوپنہار(Schopenhauer)۱۷۸۸ء- ۱۸۶۰ء ہربرٹ سپنسر(Herbert Spencer)۱۸۳۰ء-۱۹۰۳ءاور آرتھر کوسلر (Arther Koestler) ۱۹۰۵ء-۱۹۸۳ءوغیرہ ہیں"۔[15]

ان مفکرین کے مطابق کسی چیز یا واقعے کا نتیجہ ہماری توقعات کے برعکس نکلتا ہے تو اس موقع پر پیدا ہونے والی حیرت ہنسی و مسرت کا باعث بنتی ہے۔

تیسرے گروہ میں شامل مفکرین:

"ان مفکرین میں پروفیسر سلی (Prof. Silly) سگمنڈ فرائڈ(Sigmund Freud) ۱۸۵۶ء- ۱۹۳۹ء،چارلس برنارڈرینوویئر (Charles Bernard Renowier)۱۸۱۵ء- ۱۹۰۳ء اورجان ڈیوی (John Dewey)۱۸۵۹ء-۱۹۵۲ءوغیرہ کے نام لئے جاسکتے ہیں"۔[16]

ان مفکرین کے مطابق ہنسی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب معاشرے اور مذہب کی طرف سے انسان پر مسلط دباؤ اور پابندیوں سے ہمیں وقتی طور پر خلاصی ملتی ہے تو ہم خود کو ہلکا محسوس کرتے ہوئے ہنس پڑتے ہیں۔مزاح سے متعلق مختلف نظریات کا نتیجہ یہی ہے کہ تقریبا تمام دانشوران میں سے کسی نہ کسی نظریے کو درست مانتے ہیں۔

تمام گروہوں کے نظریات میں سے ہر ایک میں کچھ نہ کچھ سچائی موجود ہے اور ہر نظریہ مزاح کو سمجھنے میں معاون ہے مثلاً احساس برتری کا نظریہ،طنز کی نوعیت کی وضاحت کرتا ہے۔دباؤ میں تخفیف کا نظریہ بھی مزاح کو کسی حد تک واضح کرتا ہے،بالخصوص فحش یا جنسی لطائف کی نوعیت کو۔

مزاح اور ادب:

معاشرے میں رائج نظام وانصرام کو سمجھنے کے لئے اس کی اساس کو سمجھنا ضروری ہے۔اور اس کی اساس اس معاشرے میں موجود لوگوں کا رویہ ہوتی ہے۔اس حوالے سے رشید احمد صدیقی کی رائے نہایت اہم ہے۔طنز و مزاح کے حوالے سے روم،یونان اور عرب میجبس میں انہوں نے آغاز ڈرامہ کو کہا ہے اور پھر شعر کو بھی ضروری کہا گیا ہے۔

---

[13]Dr. Rauf Parekh, U*rdū Nathar mein mizaḥ nigārī*, 321.

[14]Dr. Rauf Parekh, U*rdū Nathar mein mizaḥ nigārī*, 321.

[15] Dr. Rauf Parekh, U*rdū Nathar mein mizaḥ nigārī*, 322.

[16]Dr. Rauf Parekh, U*rdū Nathar mein mizaḥ nigārī*, 322.

ڈاکٹر رشید احمد صدیقی رقم طراز ہیں:

"روم اور یونان میں طنزیات کی ابتدا ایک قسم کے ڈرامے سے ہوئی تھی اس لئے شعر کی قید ممکن ہے ضروری سمجھی گئی ہو دوسری طرف عربی شعراء میں جن کا رخت حیات ہی شعر و شاعری پر مشتمل تھا، لیکن اردو طنز بڑی حد تک اس قید سے آزاد ہیں"[17]

رشید احمد صدیقی کی اس رائے کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ انگریزی و فارسی ادب سے پہلے بھی دیگر زبانوں میں طنز و مزاح کے نمونے موجود تھے، اردو نے چونکہ اثرات انگریزی، فارسی اور عربی سے لیے لہٰذا طنز و مزاح کے میدان میں انہی زبانوں کے اثرات نمایاں ہیں۔

مزاح کی اقسام:

ابتدائی طور پر مزاح کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1-مشروع (جائز)

2-ممنوع (ناجائز)

1۔مزاح مشروع (جائز مزاح)

اعلیٰ قسم کے مزاح کی مختلف شکلیں بیان کی جاتی ہیں، ایسا مزاح زیر لب تبسم پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اور فطری بھی ہوتا ہے ایسے مزاح میں زوردار قہقہے لگیں یا نہ لگیں، دلی مسرت و شادمانی کا باعث ضرور ہوتا ہے۔

اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

سنجیدہ مزاح:

اپنے اندر ایک نہایت گہرائی اور غور و فکر کا عنصر رکھتا ہے۔ یہ مزاح ذہن اور فن کے امتزاج سے جنم لیتا ہے۔[18]

خوش طبعی:

یاد رہے کہ کسی شخص سے ایسا مزاح کرنا حرام ہے جس سے اسے اذیت پہنچے البتہ ایسا مزاح جو اسے اور اس کے دل کو خوش کر دے، جسے خوش طبعی اور خوش مزاجی کہتے ہیں، بالکل جائز ہے، بلکہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنت بھی ہے جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی کہتے ہیں:

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کبھی کبھی خوش طبعی کرنا ثابت ہے"[19]

اسی لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنتِ مستحبہ ہے۔

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"إن قدرت على ما قدر عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه وهو أَنْ تَمْزَحَ وَلَا تَقُولَ إِلَّا حَقًّا وَلَا تُؤْذِيَ قَلْبًا وَلَا تُفَرِّطَ فِيهِ وَتَقْتَصِرَ عَلَيْهِ أَحْيَانًا عَلَى النُّدُورِ فَلَا حَرَجَ عَلَيْكَ فِيهِ ولكن من الغلطالعظيم أن يتخذ الإنسان الْمِزَاحَ حِرْفَةً"[20]

[17]Rashīd Aḥmed Ṣiddiqī, Ṭanziyāt-o-Muḍḥikāt, (Lahore: ‘Aa’ina-e-Adab, 1990), 46.

[18]Dr. M. Sultana Buksh, Dāstānein aur Mizaḥ, (Lahore: Maghrabī Pakistanī Academy, 2005), 56.

[19]Muftī Ahmed Yār Khān Badāyunī, Mira at ul manajih, (Dehlī: Maktaba Adabi Duniya, 1985), p. 111

[20]Muḥammad Bin Muḥammad Ghazalī, Eḥyā ul-‘Ulūm, (Beirūt: Dār ul-M‘arifah, 1969 AD), 129/3.

"اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ جس پر نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم قادر تھے کہ مزاح (یعنی خوش طبعی) کرتے وقت صرف حق بات کہو، کسی کے بھی دل کو اذیت نہ پہنچاؤ، حد سے نہ بڑھو اور کبھی کبھی مزاح کر لیا کرو تو تمہارے لئے بھی کوئی حرج نہیں لیکن مزاح کو پیشہ بنالینا بہت بڑی غلطی ہے"

وہ مزاح ممنوع ہے جو حد سے، بہت زیادہ کیا جائے اور ہمیشہ اسی میں مصروف عمل رہا جائے اور جہاں تک ہمیشہ مزاح کرنے کا تعلق ہے تو اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ کھیل کود اور غیر سنجیدگی ہے۔ کھیل کود اگرچہ (بعض صورتوں میں) جائز ہے لیکن ہمیشہ اسی کام میں لگ جانا مذموم ہے اور حد سے زیادہ مزاح کرنے میں خرابی یہ ہے کہ اس کی وجہ سے زیادہ ہنسی پیدا ہوتی ہے اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میں بھی مزاح کرتا ہوں اور میں (خوش طبعی میں) سچی بات ہی کہتا ہوں۔

لیکن یہ بات تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مزاح بھی فرماتے اور جھوٹ بھی نہ ہوتا لیکن جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے تو وہ مزاح اسی لئے کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو ہنسائیں خواہ جس طرح بھی ہو، اور (اس کی وعید بیان کرتے ہوئے)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن الرجل ليتكلم بالكلمة يضحك بها جلساءه يهوى في النار أبعد من الثريا"[21]

"ایک شخص کوئی جھوٹی بات کہتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے ہم مجلس لوگوں کو ہنساتا ہے، اس کی وجہ سے ثریا ستارے سے بھی زیادہ دور تک جہنم میں گرتا ہے"

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"إن امرأة يقال لها أم أيمن جاءت إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجِي يَدْعُوكَ قَالَ وَمَنْ هُوَ أَهُوَ الَّذِي بِعَيْنِهِ بياض قالت والله ما بعينه بياض فقال بَلَى إِنَّ بِعَيْنِهِ بَيَاضًا فَقَالَتْ لَا وَاللَّهِ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أحد إلا وبعينه بياض وأراد به البياض الْمُحِيطَ بِالْحَدَقَةِ"[22]

"حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا! میرے شوہر آپ کو بلا رہے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کون؟ وہی جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ عرض کی اللہ تعالی کی قسم ان کی آنکھ میں سفیدی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا: کیوں نہیں؟ بے شک اس کی آنکھ میں سفیدی ہے، عرض کی اللہ تعالیٰ کی قسم! ایسا نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کیا کوئی ایسا ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو (آپ نے اس سے وہ سفیدی مراد لی تھی جو آنکھ کے سیاہ حلقے کے ارد گرد ہوتی ہے)"

لطیف مزاح:

زندہ دلی اور بذلہ سنجی سے کسی بات کے دلچسپ اور مضحک پہلو کے احساس کو اس انداز سے بیان کرنا کہ ہونٹوں پر تبسم کی لہر دوڑ جائے، اس میں زندگی کے غیر متوازن انداز کو مضحکہ خیز بنا کر اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ مزاح کے ساتھ ساتھ جمالیاتی ذوق کی بھی تسکین ہوتی ہے۔

[21]Muḥammad Bin Muḥammad Ghazalī, Eḥyā ul-'Ulūm, 128/3.

[22]Muḥammad Bin Muḥammad Ghazalī, Eḥyā ul-'Ulūm, 128/3.

مزاح مضحک:

ایسا مزاح جو انسانی زندگی کے غیر متوازن افعال و اقوال کو مضحکہ خیز اور تمسخرانہ انداز میں پیش کرے۔ڈاکٹر وزیر آغا نے فرائیڈ کے حوالے سے مزاح کی چار صورتیں پیش کیں۔[23]

1۔بے ضرر لطائف

2۔افادی لطائف

3۔مضحک

4۔خالص مزاح

1۔بے ضرر لطائف:

بے ضرر لطائف کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ وہ الفاظ یا افکار کی جادوگری سے سامان انبساط بہم پہنچائیں۔

2۔افادی لطائف:

دوسری طرف افادی لطائف وہ ہیں جو طریق کار تو وہی اختیار کرتے ہیں جو بے ضرر لطائف کا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ کسی جنسی یا تشدد آمیز خواہش کی بھی تسکین کرتے ہیں نتیجتا کسی کے خلاف صف آرا ہو جاتے ہیں۔

3۔مضحک:

فرائیڈ کے مطابق تیسری صورت مضحک ہے جو قوت تخیل میں بچت سے پیدا ہوتی ہے۔کھودا پہاڑ نکلا چوہا اس کی مثال ہے۔

4۔خالص مزاح:

خالص مزاح کے حصول مسرت کو قوت جذبات میں بچت کا نتیجہ قرار دیا ہے۔مثال کے طور پر کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہے اور دوسرے کو اس سے ہمدردی ہو جاتی ہے لیکن پہلے شخص کی کسی بات سے دوسرے کو احساس ہوتا ہے کہ پہلا شخص اپنی مصیبت کا مذاق اڑا رہا ہے تو دوسرا بھی پہلے شخص کا ہم نوا بن جاتا ہے، یوں دوسرے شخص کی جمع شدہ ہمدردی سے بھی ایک بچت پیدا ہوتی ہے جو ہنسی کی صورت میں بہہ نکلتی ہے۔

مزاحیہ اور مضحک میں فرق:

مزاحیہ اور مضحک کو ایک ہی معنوں میں بولا اور سمجھا جاتا ہے۔

مضحک

کردار کو خود میں کوئی غیر معمولی یا مضحکہ خیز پہلو نظر نہیں آتا،دراصل اس کی زندگی میں ناہمواریاں اتنی واضح ہوتی ہیں کہ جو شخص بھی اس سے متعارف ہو،وہ یہ ناہمواریاں جلد محسوس کر لیتا ہے۔مضحک کردار کی طبیعت میں لچک نہیں ہوتی۔وہ ایک سیدھی لکیر پر بے دھڑک آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

2۔مزاح ممنوع(ناجائز مزاح)

اعلیٰ قسم کے مزاح کی مختلف شکلیں بیان کی جاتی ہیں۔ایسا مزاح زیر لب تبسم پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اور فطری بھی ہوتا ہے ایسے مزاح میں زوردار قہقہے لگیں یا نہ لگیں، دلی مسرت و شادمانی کا باعث ضرور ہوتا ہے اور بعض دفع تکلیف حد تک پہنچ جاتی ہے۔

---

[23]Dr. Wazīr Āgā, Urdu Adab me Ṭanz o Mizaḥ, (Lahore: Maktaba ʻAliyah, 2005 AD), 38.

ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش نے اس مزاح کی درج ذیل شکلیں لکھی ہیں:[24]

1۔ ستم ظریفانہ مزاح:

مزاح نگار کا احساس تناسب بہت نازک ہوتا ہے، وہ کہیں ذرا سا بھی بے تکا پن دیکھتا ہے تو برتری کے احساس کے ساتھ اس بے تکے پن پر چوٹ کرتا ہے، چوٹ کرتے وقت اس بات سے بے پرواہ ہوتا ہے کہ اس سے دوسرے کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی۔

2۔ تمسخر اور استہزاء:

اسلامی نظام زندگی اتحاد و یگانگت پر قائم رہتا ہے جو متنازع و مختلف فیہ جماعتوں میں اتفاق پیدا کرتا ہے۔ لیکن جب استہزاء در آتا ہے اور ایک فریق دوسرے کو حقیر خیال کرنا شروع کر دیتا ہے تو اس کی عمارت میں وسیع سوراخ پڑ جاتا ہے۔ اعدائے اسلام ایسے طبقاتی نظام کو اسیر بنا لیتے ہیں۔ مسلمانوں کو جس آیت کریمہ میں ایک دوسرے سے تمسخر کرنے سے منع کیا گیا ہے اگر اس پر غور کیا جائے تو واضح ہو گا کہ مسلمانوں کی وحدت کے قیام اور فرقہ بندی کی وبا سے بچاؤ کے متعلق قرآنی منہج کتنا عظیم و شاندار ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ"[25]

"اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھہ نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھہ کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو، فسق کے نام لینے ایمان لانے کے بعد بہت برے ہیں، اور جو باز نہ آئیں سو وہی ظالم ہیں"

امام غزالی رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ:

"مَعْنَى السُّخْرِيَةِ الِاسْتِهَانَةُ وَالتَّحْقِيرُ وَالتَّنْبِيهُ عَلَى الْعُيُوبِ والنقائص عَلَى وَجْهٍ يُضْحَكُ مِنْهُ وَقَدْ يَكُونُ ذَلِكَ بالمحاكاة في الفعل والقول وقد يكون بالإشارة والإيماء وإذا كان بحضرة المستهزأ به لم يسم ذلك غيبة وفيه معنى الغيبة"[26]

"تمسخر کا مطلب ہے اہانت و تحقیر کرنا، یعنی کسی عقیدے کے عیوب اور نقائص پر اس انداز سے تنبیہ کرنا جو مضحکہ خیز ہو۔ ایسا کبھی تو قول و فعل کی نقل اتار کر ہوتا ہے اور کبھی اشارتاً، اگر اس شخص کی موجودگی میں ایسا کیا جائے جس سے استہزاء کیا جا رہا ہے تو اسے غیبت کا نام نہیں دے سکتے، ہاں اس میں غیبت کا مفہوم ضرور پایا جاتا ہے"

ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

"أَنَّهُ كَانَ يَجْتَنِي سِوَاكًا مِنَ الْأَرَاكِ، وَكَانَالسَّاقَيْنِ، فَجَعَلَتِ الرِّيحُ تَكْفَؤُهُ، فَضَحِكَ الْقَوْمُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مِمَّ تَضْحَكُونَ؟ " قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ، مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ: " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ "[27]

"کہ وہ پیلو (مسواک کے درخت) پر مسواک توڑنے چڑھے اور وہ پتلی پنڈلیوں والے تھے تو ہوا انہیں ادھر ادھر جھکانے لگی، اس پر قوم (صحابہ) ہنسنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم لوگ کس لئے ہنس رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے نبی! ان کی پنڈلیوں کی باریکی کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ دونوں پنڈلیاں

---

[24]Dr. M. Sultana Buksh, Dāstānein aur Mizaḥ, 56.

[25]Surah al-Ḥujarāt, 11:49.

[26]Muḥammad Bin Muḥammad Ghazalī, Eḥyā ul-'Ulūm, 131.

[27] Abu Abdullah Ahmed bin Muhammad Ḥambal, Musnad Ahmed bin Ḥambal, (Beirūt: Moasisat ul-Risālah, 2001 AD), Hadith No: 3990, 98/7.

میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں"

قرآن مجید میں اہل ایمان سے تمسخر اور استہزاء کرنے والوں کے برے انجام کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ روز جزاء ایک گھٹیا حالت میں ہوں گے، جس میں وہ دنیا میں ایمان داروں کو بزعم خویش سمجھتے تھے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

"وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ (30) وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ (31) وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ (32) وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ (33) فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ (34)"[28]

"گنہگار لوگ ایمان والوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے آپس میں آنکھ کے اشارے کرتے تھے۔ جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ گمراہ (بے راہ) ہیں۔ یہ ان پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے پس آج ایمان والے ان پر ہنسیں گے۔"

3۔ عیب گیری اور الٹے القاب:

،، لمز،، کا لغوی معنی ہے تلوار چبھونا اور نیزہ مارنا۔ گویا لوگوں کی عیب جوئی کرنے والا ان کی جانب تلوار کرتا ہے یعنی نیزہ زنی سے کام لیتا ہے اور یہ حق ہے بسا اوقات زبان کا نشتر زیادہ سخت اور المناک ضرب لگاتا ہے۔

"وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ"[29]

"اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد فسق برا نام ہے جو توبہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں ہے اس کی مثل ہے"۔

علمائے کرام اس کا مفہوم کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ بسا اوقات شیطان مزاح کرنے والے یا کھیلنے والے کو فساد اور حد سے تجاوز کرنے پر ابھارتا ہے۔ حالانکہ اس کا اپنا ارادہ نہیں ہوتا ہنسی اور مزاح میں ان سے پتہ ہی نہیں چلتا اور ہتھیار اشارے سے آگے نکل کر چل جاتا ہے اور اس کے بھائی کو جا کر لگ سکتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ شیطان کے مکر سے شاید بڑھتا ہے اور اپنا ہاتھ اس چیز کی طرف بڑھا دیتا ہے جس کا مقصد نہیں ہوتا، تو اس کا نتیجہ بھیانک نکلتا ہے۔

4۔ لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹ بولنا:

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ"[30]

"میں اس شخص کے لیے جنت کے کنارے عظیم الشان گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا اور جنت کے وسط میں بڑے گھر کی میں ضمانت دیتا ہوں ہو جس نے ہنسی و مزاح میں بھی جھوٹ ترک کر دیا اور جنت کے بالائی حصے میں گھر کی گارنٹی دیتا ہوں جس کا اخلاق اچھا ہے"

دوسری حدیث مبارکہ میں ہے:

---

[28]Surah al-Muṭaṭafifīn: 29:34.

[29] Surah al-Ḥujarāt, 11:49.

[30] Suleman bin Ashath, Al-Sunan, Kitab ul adab, baab fi al-ḥusn e khulq, (Beirūt: Al-Maktabah tul ʻAṣriyah, 1403 AH), Hadith No: 4800, 253/4.

"وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ، لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ"[31]

"اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹ بولتا ہے! اس کے لیے ہلاکت ہے اس کے لیے ہلاکت ہے"

یہ حدیث ان لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹے اقوال وافعال اپنانے کی حرمت اور واضح اور تاکید میں ہے حدیث پاک میں لفظ،ویل،،ہلاکت تکرار سے ذکر کیا گیا ہے۔

اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"كرره إيذانا بشدة هلكته وذلك لأن الكذب وحده رأس كل مذموم وجماع كل فضيحة فإذا انضم إليه استجلاب الضحك الذي يميت القلب ويجلب النسيان ويورث الرعونة كان أقبح القبائح ومن ثم قال الحكماء: إيراد المضحكات على سبيل السخف نهاية القباحة"[32]

"اس کی ہلاکت کی شدت کو واضح کرنا مقصود ہے کیونکہ محض جھوٹ ہی ہر قابل مذمت فعل کی چوٹی اور ہر رسوائی کی جڑ ہے اگر اس کے ساتھ ہنسی بھی مل جائے، جو دل کو مردہ کر دیتی ہے نسیان کو لاحق کرتی ہے اور نہ نخوت پیدا کرتی ہے تو اس کی قباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس وجہ سے دانشوروں کا کہنا ہے کہ مضحکہ خیز اقوال وافعال کو احمقانہ انداز میں پیش کرنا انتہا درجے کی قباحت ہے"

5۔طنزیہ مزاح:

ایسا مزاح کسی خاص مقصد کے زیر تحت وجود میں آتا ہے، اپنے اندر طنز کا خفیف سا نشتر لئے ہوتا ہے تاکہ قاری اپنا نقشہ کسی بھی مضحکہ خیز یا غیر فطری حالت میں دیکھنے کے باوجود بدحواس نہ ہو۔

6۔المناک مزاح:

اس طرح کا مزاح دوسروں کو مسرت یا تکلیف پہنچا کر پیدا کیا جاتا ہے یعنی ظلم اور بے رحمی کے المناک نتیجے سے مسرت حاصل کرنا بیلوں، کتوں، مرغوں وغیرہ کی لڑائیاں مثالیں ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں ایسے قبیح عمل کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے مخلوق خدا اذیت کا شکار ہوتی ہے۔

مزاح اور مذاق میں فرق:

مذاق اڑانے کا مفہوم:

تمسخر کرنے یا مذاق اڑانے کے معنی ہیں کہ اہانت و تحقیر کے ارادے سے کسی کے حقیقی یا مفروضہ عیب اس طرح بیان کرنا کہ سننے والے کو ہنسی آئے۔ مزاح میں حد سے زیادہ منہمک ہونا، طول دینا، اور مبالغہ آمیزی کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ مزاح کا بنیادی ضابطہ یہ ہے کہ وہ وقتی اور محض کچھ دیر کی خوش طبعی کیلئے ہونا چاہئے نہ کہ اسے پیشہ بنایا جائے۔ مومنین کی صفات سنجیدگی ہے، ہنسی مزاح محض بطور رخصت کے اجازت دی گئی ہے۔ بعض لوگ سنجیدگی اور کھیل کے وقت میں فرق نہیں کرتے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولكن من الغلطالعظيم أن يتخذ الإنسان الْمِزَاحَ حِرْفَةً"[33]

"لوگوں کی ایک بہت بڑی غلطی اور جرم یہ ہے انہوں نے مذاق کو پیشہ بنالیا ہے"

---

[31] Abu Abdullah Ahmed bin Muhammad Ḥambal, Musnad Ahmed bin Ḥambal, Ḥadith No: 20046, 244/33.

[32]Abdul Rauf Al-Manāwī, Faiz ul Qadīr, (Egypt: Al-Maktaba tul-Tujariah al kubra, 2003 AD), Hadith No: 9648, 368/6.

[33]Muḥammad Bin Muḥammad Ghazalī, Eḥyā ul-'Ulūm, 129/3.

اتفاقیہ طور پر حسبِ موقع مزاحیہ گفتگو کرلینا اور تفریحی اشعار کہہ سن لینا اگرچہ جائز ہے۔ لیکن اس کے لیے اہتمام سے اجتماع کرنا اوراس میں گھنٹوں لگانا کسی طرح بھی درست نہیں۔ کیونکہ ایسے اعمال ذکر الٰہی سے دوری کا سبب بنتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ"[34]

"یعنی آدمی کے اچھے اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ ان امور کو ترک کردے جن سے انہیں سروکار نہیں"

مستقل طور پر مزاح میں لگے رہنا ممنوع ہے، اس لیے کہ وہ زیادہ ہنسنے کا سبب، قلب کے بگاڑ کا ذریعہ اور ذکر اللہ سے اعراض کا موجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار ہی مزاح فرماتے تھے، وہ بھی کسی خاص مصلحت کے لیے یا مخاطب کو مانوس کرنے کے لیے۔

اور دوسری بات جیسا کہ بسا اوقات طالب علم استاد سے مذاق کرتا ہے تو وہ بھی دائرہ ادب سے نکل جاتا ہے اور ایک احترام کا رشتہ قائم رہنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ"[35]

"اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں یہ امر بھی شامل ہے کہ باریش مسلمان کی تکریم کی جائے"

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ:

"أَنِ انْهَ مَنْ قِبَلَكَ عَنِ الْمِزَاحِ فَإِنَّهُ يَذْهَبُ بِالْمُرُوءَةِ، وَيُوغِرُ الصَّدْرَ"[36]

"مذاق سے بچو کیونکہ اس سے مروّت جاتی رہتی ہے ایسا مزاح اور مذاق جس میں کسی مسلمان کی تحقیر و توہین نہ ہو، اور شریعت اسلامیہ کا مذاق و تمسخر نہ اڑایا گیا ہو، وہ جائز و مباح ہے جس میں سامنے والے کی عزت و مرتبہ کا خیال رکھا جائے"

درج بالا روایت سے معلوم ہوا کہ ایسی دل لگی اور مزاح جس میں کسی کی دل شکنی اور ایذاء رسانی کا کوئی پہلو نہ ہو اور نہ اس کی نیت ہو تو شریعت میں تفریحِ طبع کے طور پر اس کی اجازت ہے۔ اس کے برعکس ایسا مزاح جس میں طنز کرنے، مذاق اڑانے، عزتِ نفس مجروح کرنے، فحش گالیاں دینے، فحش گوئی کرنے وغیرہ کی پہلو شامل ہوں، شرعِ اسلامی میں ممانعت ہے اور اس کا مرتکب گناہگار ہے۔

مزاح کی حدود و قیود

مذہبی قومی و علاقائی تہوار رسم و رواج اور روایات کی پاسداری اوراس کی ترویج و اشاعت، تفریحات انسان کی فطرت اور طبیعت میں شامل ہیں اور انسان اس چیز کی شدید خواہش رکھتا ہے کہ اس کے لئے ایسے ذرائع ہونے چاہئیں جس میں فرحت و انبساط کا اظہار کرے کیونکہ ان کے ذریعے انسان کو بھی وہ جسمانی سکون اور راحت نصیب ہوتی ہے اور ان چیزوں میں وہ اپنی عزت نفس کی بقا بھی سمجھتا ہے۔

[34] Muhammad bin Yazeed Al-Qazvīnī, Al-Sunan, Kitab ul-Fitan, Bab kaff il-lissān, (Dār-e- Eḥyaā al-kutab al Arabiah, 2003 AD), Hadith No: 3976, 1315/2.

[35] Suleman bin Ashath, Al-Sunan, Kitāb ul adab, baab fi Tanzeel un-Nass, Ḥadith No: 4843, 261.

[36] Ahmed bin Al-Hussain al-Behaqi, Shoab al-Īmān, (Maktabah al-Rushd, 1996 AD), Ḥadith No: 4870, 196/7.

نظام زندگی میں تفریحات اور کھیل کا اپنا مقام ہے۔ نظام حیات سے اگر اس پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے تو قومیں اور امتیں افراط و تفریط کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اور کوئی مربوط ضابطہ نہ ہونے کی وجہ سے یا تو بالکل مزاح سے خالی اور بے رونق زندگی گزارتی ہیں یا ہمہ تن مذاق اور ٹھٹھہ طبیعت کا دلدادہ بن کر طرح طرح کی نازیبا حرکات اور باتیں اپنی قومی و ملی زندگی کا حصہ بنا لیتی ہیں۔

اسلام اور مزاح کے حدود و قیود:

"حد" کی صحیح تعریف یہ ہے:

"حد" کا لغوی معنی "خط کھینچنا ہے" امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے:

"الحدّ: الحاجز بين الشيئين الذي يمنع اختلاط أحدهما بالآخر، يقال: حَدَدْتُ كذا:جعلت له حدّا يميّز، وحَدُّ الدار: ما تتميز به عن غيرها، وحَدُّ الشيء: الوصف المحيط بمعناه المميّز له عن غيره." [37]

"حد، وہ خط متارکہ ہے جو دو چیزوں کے درمیان حدِ فاصل قائم کرتا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے ملنے سے روکتا ہے۔

کہا جاتا ہے:

میں نے یہ حد لگا دی: یعنی خط کھینچ دیا؛ تاکہ تمیز ہو سکے۔ اور گھر کی حد جو اسے دوسرے گھر سے علیحدہ کرتی ہے وہ اس کا خط ہوتا ہے"۔

"قید" کا لغوی معنی "اسیری، گرفتاری ہے" ابن منظور نے لکھا ہے:

القَيْدُ: مَعْرُوفٌ، وَالْجَمْعُ أَقْيادٌ وقُيودٌ، وَقَدْ قَيَّدَه يُقَيِّدُه تَقْييداً وقَيَّدْتُ الدابَّة[38]

"قید جس کی جمع قیود اور اقیاد ہے اور کسی چیز کو مقید کرنے کے معنیٰ میں مستعمل ہے اور اصطلاح میں معاملے کو متعین حلقوں کے درمیان رکھنے کو کہا جاتا ہے"

جیسا کہ ابن منظور نے لکھا ہے:

هِيَ سِمَةٌ مَعْرُوفَةٌ وَصُورَتُهَا حَلْقَتان بَيْنَهُمَا مَدَّةٌ[39]

"وہ معروف سمت ہے جس کی صورت دو حلقے (دائرے) ہیں اور ان کے درمیان اس کا احاطہ ہے"

اسلام مزاح، تفریحات کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ ایسے اصول و ضوابط مقرر کرتا ہے جس کے اندر رہتے ہوئے انسان اپنی فطری ضرورت بھی پوری کر لے اور اس کی روایات کا پرچار بھی ہو جائے۔ مزاح انسانی فطرت کا حصہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیلوں کی اجازت دی اور خود بھی ان تفریحات میں شریک ہوتے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کھیلوں میں دلچسپی لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ تقویٰ اور دین داری کے خلاف نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسندیدہ اعمال میں سے مسلمان کو خوش کرنا بھی قرار دیا ہے۔

1-حد اعتدال:

انسانی زندگی اور وقت انتہائی قیمتی ہے اسلام تفریح کی اجازت دیتا ہے لیکن ہمہ وقت تفریحات میں مشغولیت اعتدال کو متاثر کرتی ہے جس کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بار بار متعین حدود سے تجاوز کرنے سے منع فرماتا ہے ایسے افراد سے بیزاری کا اظہار فرماتا ہے جو ان اصولوں پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ اسلام نے زندگی کا تعین انتہائی واضح انداز میں کیا ہے کہ

---

[37] Abu al-Qasim al Hussain al-Aṣfahānī, Al-Mufradāt fī Gharīb ul-Qur'ān, (Beirūt: Dār al- Qalam, 1985 AD), 221/1.

[38] Jamāl ud-Dīn Ibn-e-Manzoor al-Afriqī, Lisān ul-Arab, (Beirut: Dar e Sādir, 1969 AD), 373/3.

[39] Jamāl ud-Dīn Ibn-e-Manzoor al-Afriqī, Lisān ul-Arab, 373/3.

اسے تو بطور آزمائش دیا گیا ہے۔ افراط و تفریط کسی بھی معاملے میں ہو منع ہے۔ مومنین کی نشانی ہے کہ وہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

''خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَاطُهَا''[40]

''معمولات زندگی میں اعتدال پسندی بہتر طریقہ ہے''

اسلام ہر چیز میں اسراف اور زیادتی کو ناپسند کرتا ہے یہاں تک کہ عبادات میں بھی زیادتی کو تحسین کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، اسی طرح مزاح اور تفریح میں بھی اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اصول پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''اعط الوقت حقهمناللهوالمباح بقدر ما يعطى الطعام من الملح''[41]

''مباح کھیلوں کو اتنا وقت دو جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے"

کھیل کود اور ہنسی و مزاح کو اعتدال میں رہ کر احسن انداز میں کیا جائے جسے عقل اور فطرت سلیمہ پسند کرے اور سماج کی تعمیری مزاج کے مطابق ہو۔ موقع و محل کی مناسبت سے مزاح مباح بلکہ مستحب ہے لیکن اس کی کثرت اور اسی کام لگے رہنا مذموم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ ہنسنے سے منع فرمایا ہے اور اسے دل کی موت قرار دیا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے شخص کو حقیر کہا ہے۔ کھیل کود میں بھی اعتدال کی حد یہ ہے کہ ان تفریحات میں فرائض دینیہ اور دنیویہ میں کوئی خلل نہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

''كُلُّ مَا أَلْهَى عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ، وَعَنْ الصَّلَاةِ فَهُوَ مَيْسِرٌ''[42]

''ہر اس چیز کو جو اس کے ذکر سے غافل کرے وہ جوا ہے''

لہٰذا ہر ایسی سرگرمی جو انسان کو اللہ کے ذکر سے غافل کردے وہ حرام کے درجہ پر پہنچ جائے گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشی تگ ودو کو فرض قرار دیا ہے لیکن نماز جمعہ کے وقت معاشی سرگرمیوں کو بھی چھوڑنے اور صرف عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی بقائے زندگی کے لئے معاشی سرگرمیاں انتہائی ضروری ہیں لیکن عبادات کی بقائے حیات کے لیے ناگزیر پہلو کو بھی چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو محض تفریح طبع کے لیے کی جائے تو اس کی حیثیت کیا ہوگی؟

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطابق:

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قائم کردہ باب "كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ "کے تحت لکھا ہے کہ

''إِذَا شَغَلَهُ أَيْ شَغَلَ اللَّاهِيَ بِهِ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ أَي كمن النَّهْي بِشَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ مَأْذُونًا فِي فِعْلِهِ أَوْ مَنْهِيًّا عَنْهُ''[43]

''ایسی مصروفیت جس سے اللہ کی اطاعت (فرائض) سے غفلت ہو جائے خواہ وہ چیز شرعاً جائز ہے یا ناجائز وہ منع ہے"

اسی لیے اسلام نے تفریح اور کھیل میں سے صرف انہی چیزوں کی اجازت دی ہے جو جسمانی یا روحانی فوائد کے حامل ہوں اور جو محض ضیاعِ اوقات کا ذریعہ ہوں، فکر آخرت سے غافل کرنے والے ہوں یا دوسروں کے ساتھ دھوکہ فریب یا ضرر رسانی پر مبنی ہوں، ان کی

[40] Abu Bakar bin Abī Shiba al ʻAbsī, Al-Muṣannaf (Al-Riyadh: Maktaba tul Rushd, 1424 AH), Ḥadith No: 3528, 129/7.

[41]Dr. Kamal Muhammad ʻEasā, Khaṣā'iṣ Madrasa tul Nabawiah, 121.

[42] Abdullah bin Yousaf al-Zeil'ī, Naṣb al-Rāiyah, (Beirūt, Muasisat al-Riyān li al- Ṭaba't wa al Nashr, 1419 AH), 125/4.

[43]Ibn e Ḥajar al-'Asqalānī, Fatḥ al-Bārī, (Beirūt: Dar al-M'Arifah, 1379 AH), 11/11.

کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلامی نظام کوئی خشک نظام نہیں جس میں تفریحِ طبع اور زندہ دلی کی کوئی گنجائش نہ ہو، بلکہ وہ فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور فطری مقاصد کو بروئے کار لانے والا مذہب ہے۔

2-وقت کی اہمیت وقدر:

عصر حاضر میں کھیل محض تفریح طبع نہیں بلکہ ایک معاشی صنعت کا روپ دھار چکی ہے۔ لاکھوں لوگوں کا روزگار اس صنعت سے وابستہ ہے۔ والدین کھیل صرف تفریح کے لئے نہیں بلکہ ایک عظیم کھلاڑی بنانے کے لیے سکھاتے ہیں۔ اور وہ کھیلوں کو ہی اصل زندگی سمجھ لیتے ہیں۔ اسلامی تفریحات اور کھیل وہی جائز اور پسندیدہ ہے جو مختصر دورانیہ کا ہو وہ تو تفریحات اور کھیل کو دسے انسان صحت اور تندرستی مطلوب ہے نا کہ وقت کا ضیاع، انسان کیبہ عادت ہے کہ وہ ہمیشہ زندگی اور صحت کے متعلق دھوکا کھا جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور کبھی بیمار نہیں ہونا جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے انسانی زندگی کا اصل سرمایہ وہ قیمتی لحات ہیں جو اسے میسر ہوئے ہیں قیامت کے دن پوچھے جانے والے سوالات کا تعلق زندگی اوران لحات میں کیے جانے والے امور کے متعلق ہی ہے۔ وقت کی قدر و قیمت کے حوالے سے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں زمانے کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے۔

"وَالْعَصْرِ (1) إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ"[44]

"قسم ہے زمانے کی! انسان بڑے خسارے میں ہے"

مفتی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

> "انسانی زندگی کے اوقات خدا کی طرف سے ایک سرمایا ہے، اور اگر وہ اسے منافع بخش کاموں میں لگ جائے تو بہت منافع وصول ہو گا اور اگر اسے نقصان کے کاموں میں لگا دیا تو منافع تو دور راس المال بھی ضائع ہو جائے گا۔ اگر کوئی اس سرمایہ کو استعمال ہی نہ کرے تو اسے خسارہ تو لازمی ملے گا۔ یہ سرمایہ کوئی منجمند چیز نہیں جس کو کچھ دن بیکار بھی رکھا جائے تو اگلے وقت میں کام آئے بلکہ یہ سیال سرمایا ہے جو ہر منٹ میں ہر سیکنڈ میں بہہ رہا ہے اس کی تجارت کرنے والا بڑا ہوشیار مستعد آدمی چاہیے جو بیٹھی ہوئی چیز سے نفع حاصل کر لے"[45]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا"[46]

"ہر شخص جب صبح اٹھتا ہے تو اپنی جان کا سرمایہ تجارت پر لگا دیتا ہے پھر کوئی تو اپنے سرمایہ کو خسارہ سے آزاد کرالیتا ہے اور کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے"

علامہ فیصل بعدانی لکھتے ہیں:

> "اگر تفریحات حد سے تجاوز کر جائیں تو وہ استحباب کے دائرے سے نکل کر حرمت اور کراہت میں داخل ہو جائیں گی۔ اور اسلامی تعلیمات کا ڈھانچہ معطل ہو کر رہ جائے گا اور غیر مفید کھیل کود جس پر بہت سارا وقت ضائع ہو وہ مکروشمار کیے جاتے ہیں"[47]

---

[44] Surah al-'Asar 1-2:103.

[45] Muftī Muḥammad Shafi', M'ārif ul-Qur'ān, (Karachi: Maktaba M'ārif ul-Qur'ān, 1980 AD), 75

[46] Muslim bin Ḥajjāj Al-Qushairī, Al-ṢaḥIh, (Beirūt: Dār ul-Eḥyā, 1419 AH), p. 190190

[47] Muḥammad Faisal Bu'dānī, Al-Tarvīh 'an-nafs fi Al-Islām, (Al-Riyadh: Maktabah tul- biyān, 1986 AD), 32.

عصر حاضر میں دیکھا جائے تو ان میں بہت سے کھیل ایسے ہیں جو پورا پورا دن کھیلے جاتے ہیں اور کچھ کھیل کئی دنوں تک چلتے ہیں اور ٹی وی چینلز اسے براہ راست نشر کرتے ہیں۔ گویا وقت کی بربادی کا ہر سامان مہیا ہے اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ کھیلوں کو محض چستی و تفریح کے لیے ہی اپنی زندگی کا حصہ بناتا ہے یا مقصد حیات ہی کھیل ہو جاتے ہیں۔

3۔ فحاشی کی ممانعت:

تفریحات اور مزاح میں اخلاقیات کو اسلام میں سر فہرست رکھا ہے۔ اسلام ظاہری اور باطنی ہر دو قسم کی فحاشی کے قریب جانے سے بھی منع کرتا ہے اور مومنین کی یہ صفت ہے کہ وہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہوئے عزت اور وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں اور جب بیہودہ باتیں کرنے والے ان سے کلام کرنا چاہتے ہیں تو یہ سلامتی کی باتیں کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

"مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ المؤْمِنِ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الفَاحِشَ البَذِيءَ"[48]

قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہو گی اس لئے کہ بے حیاء اور فحش گو شخص سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔"

4- جھوٹ کی ممانعت:

اسلام نے جھوٹ کو ایک قبیح چیز قرار دیا ہے اور ایسا شخص جو جھوٹی باتیں آگے پھیلاتا ہے اسے فاسق اور جھوٹے کو اللہ کی لعنت کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کی تفریحات اور مزاح کا اصل اصول یہ ہے کہ مزاح میں بھی جھوٹ نہیں بولا جا سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاح اور دل لگی کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے۔

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إني لأمزح، ولا أقول إلا حقا»---------، وكان يقول: «أن الله تعالى لا يؤاخذ المزّاح الصادق في مزاحه"[49]

"میں تو مزاح کرتے ہوئے بھی حق بات کہتا ہوں اور اللہ تعالی سچا مزاح کرنے والے پر گرفت نہیں فرماتا"

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے کے بارے میں فرمایا ہے۔

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

«وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ، لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ"[50]

"اور ایسے شخص کو تباہی کا تین مرتبہ مژدہ سنایا یا جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے"

یہی چیز عملی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو سکھایا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک عورت نے اپنے بچے کو پاس بلانے کے لیے کسی چیز کا لالچ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں اسے کوئی چیز نہیں دیتی تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

[48] Muhammad bin 'Isa al-Tirmazī, Al-Sunan, (Egypt, Maktabah tul-Miṣar, 1403 AH), Ḥadith No: 2002, 362/4.

[49] Muhammad bin Yousaf Al-Ṣālhī, Subal al-Hudā wa al-Irshād, (Lebnān: Dār ul-Kutab al-'Ilmiyah, 1424 AH), 111/7.

[50] Abu Abdullah Ahmed bin Muhammad Ḥambal, Musnad Ahmed bin Ḥambal, Ḥadith No: 20046, 244/33.

5- تحقیر کی ممانعت:

یہ انتہائی غیر مہذب اور غیر اخلاقی روایت ہے کہ محض تفریح طبع کے لیے کسی دوسرے کا مذاق اڑایا جائے اور دوسروں کی ہتک کو مشغلہ بنایا جائے۔ قرآن مجید میں اس عادت اور رویے کی مذمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالی نے مذاق اڑانے کو جاہلوں کا مشغلہ قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ"[51]

"تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہو گا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے"

کسی شخص کے برے ہونے اور حقیر ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو حقیر سمجھنا شروع کر دے۔ اور یہ مومن کی صفات کے خلاف ہے کہ وہ طعنہ یا گالیاں بکے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعن وطعن کو قتل کے برابر قرار دیا ہے۔ کسی کا مذاق اڑایا جائے گا اس کا لازمیہ نتیجہ لازمی نکلے گا کہ افراد کے درمیان محبت کے بجائے نفرت وعداوت اور دشمنی کے جذبات جنم لیں گے اسی لئے اسلام ایسے تمام مزاح اور تفریحات جن سے نفرت اور عداوت جنم لے اسلام اسے حرام قرار دیتا ہے۔

6- تمدن کا اظہار:

انسانی فطرت میں یہ چیز شامل ہے کہ جب وہ کسی اجتماع میں جاتا ہے تو ذاتی معاشرتی اور ملکی انفرادیت کا اظہار اس کی عزت نفس کی بقاء بن جاتا ہے۔ اسلام نے اس چیز کی اجازت کے ساتھ ترغیب بھی دی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

"عید کے دن حبشی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نیزوں سے کھیل رہے تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر جھک گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"الهو والعبوا، فإني أكره أن يرى في دينكم غلظة."---------خذوايابنيأرفدةحتىتعلماليهودوالنصارىأنفيديننافسحة"[52]

"کہ تم کھیلو مجھے یہ چیز ناپسند ہے کہ تمہارے دین میں سختی نظر آئے اور یہود ونصاریٰ کو یہ پتہ چلنا چاہیے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے"

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے:

"أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنَى تُدَفِّفَانِ، وَتَضْرِبَانِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ، فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: «دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ، وَتِلْكَ الأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى"[53]

"کہ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ)، عائشہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اور ان کے پاس ایام منیٰ میں دو لڑکیاں تھیں جو دف بجا کر گا رہی تھیں اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے بدن پر کپڑا اڈھانپے ہوئے تھے، تو ابو بکر نے ان دونوں کو ڈانٹا، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا کہ اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! ان دونوں کو چھوڑ دو اس لئے کہ یہ عید کے دن ہیں اور یہ دن منیٰ کے ہیں۔"

---

[51]Muhammad bin Ismā'īl Bukhārī, Al-Jame'I Al-Ṣaḥiḥ, Kitab ul-'Imān, Ḥadith No: 13, 12/1.

[52]Ali bin Ḥassam ud-Dīn al-hindi al-Mutaqī, Kanz ul-Imān, (Beirūt: Moa'sisat ur-Risālah, 2003 AD), Ḥadith No: 40616, 212/15.

[53] Muhammad bin Ismā'īl Bukhārī, Al-Jame'I Al-Ṣaḥiḥ, Kitāb ul-Jamu', Ḥadith No 987, 23/3.

انسانی زندگی کی بقااور اس کی آبیاری کے لئے جو اصول وضوابط شریعت اسلامیہ میں متعین ہیں وہ اصول وضوابط یقیناانسانی فطرت کے عین مطابق اور انتہائی مستحکم ہیں۔ کیونکہ اسلام نے اس کی ضروریات دنیاوآخرت کے پختہ عقائد کواس طرح مضبوط کر دیا ہے کہ وہ ایک قدم بھی غیر شرعی نہیں اٹھاسکے گا۔

ابن حبان لکھتے ہیں:

"ہنسنے ہنسانے کے لیے عربی میں دوالگ الگ الفاظ استعمال ہوتے ہیں"[54]

1- مزاح2- مذاق

مزاح کامطلب ہوتا ہے ہنسانا جبکہ مذاق کا مطلب ہوتا ہے پھاڑنا۔ ایک قسم تووہ ہے جس میں کسی کی عزت اس کی ذات اس کی شخصیت یا اس کے مذہب قوم احساسات وغیرہ کے اوپر ہم اس طرح کا طنز کرتے ہیں کہ جس سے اس کے احساسات جذبات اس کی ذات اس کی عزت نفس مجروح ہو رہی ہوتی ہے۔اور ہم اسے مزید (نیچا) دکھانے کے لئے ہم اس کی بے عزتی کر رہے ہوتے ہیں۔۔

یہاں ابن حبان یہ بیان کرتے ہیں:

"میرے خیال سے میں اس طرح کے مزاح کو پسند کروں گا، جس میں کسی انسان کی بے عزتی نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ جب دو دوست آپس میں ایک دوسرے سے ناراض ہو کے ایک دوسرے سے دور ہو جاتے ہیں یا الگ ہو جاتے ہیں یا جب رشتے آپس میں ٹوٹ جاتے ہیں، تب ہم اس کو پھر مزاح نہیں کہتے اس کو ہم مذاق کہتے ہیں یعنی توڑنے والے"[55].

مذاق کو اگر جہالت کانام دیا جائے تو یہ غلط نہ ہو گا۔ یعنی مذاق بنیادی طور پر پڑھے لکھے سنجیدہ لوگوں کا نہیں بلکہ یہ جاہلوں کا عمل ہے۔ ٹک ٹاک، وڈیوز یا فنی وڈیوز اس جہالت کی جدید اور بڑی بھیانک شکل ہے۔

اللہ تعالی کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کی عطا کر دہ شریعت کو روشناس کرایا اور اس شریعت میں انسانی ضروریات زندگی کے ساتھ ساتھ اسی انسان کی روحانی تسکین کو بھی خوب ملحوظ رکھا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالی کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو لطف وکرم سے متصف بنایا اور اہل اسلام پر یہ احسان فرمایا کہ کہ انہیں ایسے رحیم وکریم، عفو وکریم، اور عفو ولطیف نبی کی امت میں پیدا فرمایا اس مبارک نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ایک طرف یہ حال تھا کہ انہوں نے اپنی امت کو یہ سبق دیا کہ تمہارا مسکرانا بھی صدقہ دینے کے برابر ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ"[56]

"اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرادینا بھی گویا صدقہ کرنا ہے"

حدیث مبارکہ میں ہے:

"آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اسی مزاح وخوش طبعی کے متعلق جب نبی کریم سے حضراتِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا۔اے اللہ رسول: آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بھی ہم سے مزاح کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[54]Muhammad bin Ḥabbān Tamimī, Ṣaḥiḥ Ibn e-Ḥabbān, Bab ul-Mizāḥ wa al-Zahak, (Lahore: Shabir Brothers, 1988 AD), 561.

[55]Muhammad bin Ḥabbān Tamimī, Ṣaḥiḥ Ibn e-Ḥabbān, Bab ul-Mizāḥ wa al-Zahak, 561.

[56]Muhammad bin 'Isa al-Tirmazī, Al-Sunan, Bāb al-birr, Ḥadith No: 1956, 339/4.

"انی لااقولالاحقاً"[57]

"میں مزاح اور کرتا بھی ہوں تو حق ہی کہتا ہوں"

تبسم و مزاح سے گفتگو بھی مزید ار اور پر لطف ہو جاتی ہے مزاح وہ دوا ہے جو اپنے اثرات کو ہمیشہ مثبت ہی چھوڑتی ہے۔ خیر و بھلائی کے کاموں میں کسی ادنیٰ کام کو بھی حقیر نہ جانو چاہے وہ اپنے مسلمان بھائی سے سے بشاشت اور خوش دلی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔

مزاح کے لبادے میں لپٹے ہوئے طنز نہ جانے کتنے افراد کی زندگی بھر کی خوشیاں چھین چکے ہیں۔ ایک مسلمان پر جس طرح دوسرے مسلمان کی جان اور اس کے مال کو نقصان پہنچانا حرام ہے، اسی طرح اس کی عزت اور آبرو پر حملہ کرنا بھی قطعاً ناجائز ہے۔ عزت و آبرو اور جاہ و عظمت کو نقصان پہنچانے کے کئی طریقے ہیں۔ ان میں ایک کسی کا مذاق اڑانا ہے۔ مذاق اڑانے کا عمل دراصل کسی بھی انسان کی عزت و آبرو اور ذات پر براہ راست حملہ اور اسے ذہنی اور نفسیاتی طور پر مُضطرب کرنے کا ایک غیر مناسب قدم ہے۔ اس تضحیک آمیز روے کے دنیا اور آخرت دونوں میں بہت منفی نتائج نکل سکتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"المسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ"[58]

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان ایذاء نہ پائیں"

اسلام بھی جمالیاتی حس اور اس کے اظہار کا حامی ہے۔ لیکن عصر حاضر میں موجود فنون لطیفہ کو بلاحدود سمجھ کر واہیات اور غیر اخلاقی خرافات کو جمالیاتی حس کے لطف اندوز ہونے کا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔ ہمارے ہاں تو بعض میڈیا کے پروگراموں کے نام پر روزانہ لوگوں کا مذاق اور تمسخر اڑایا جاتا ہے اور آبرو انگیزی کی جاتی ہے، جس سے اللہ نے بذات خود روکا ہے۔ پھر فنون لطیفہ میں ناچ ڈانس اور غیر مہذب اور نہ جانے کیا کچھ شامل کر دیا گیا ہے۔ جس سے شریعت نے واضح طور پر منع کیا ہے۔ محبوب عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے اور کس قسم کا مزاح کیا کرتے تھے۔ فنون لطیفہ کا یہ اسوہ ہی ہمارے لیے بہترین اسوہ ہے۔

مگر جہاں ہنسنے کا موقع ہوتا، مزاح کا وقت آتا، تبسم کا وقت آتا تو آپ صلی اللہ علیہ ہنسا کرتے تھے جہاں مسکرانے کا موقع ہوتا وہاں مسکراتے جہاں لوگوں سے مزاح و مذاق کی نوبت آتی وہاں مذاق بھی فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس وقت مسکراتے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی بات پر تعجب ہوتا یا آپ کسی بات سے خوش ہوت۔ ہنسی مزاح کے بھی کچھ آداب ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نے ارشاد فرمادیئے ہیں اور ان پر عمل کرنا ان پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ریاح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن زمعہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں عورتوں کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ، فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ العَبْدِ، فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ»ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ، وَقَالَ: «لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ"[59]

[57]Hafiz Abdul Shakoor Sheikhupurī, Rasool Alllah ki Muskarahaten, (Lahore: Maktaba Islamia, 1980 AD), 90.

[58] Muhammad bin Ismā'īl Bukhārī, Al-Jame'I Al-Ṣaḥiḥ, Kitā ul-Emān, Ḥadith No: 10, 11/1.

[59] Muhammad bin Ismā'īl Bukhārī, Al-Jame'I Al-Ṣaḥiḥ, Kitāb ul-Tafsīr al-Qur'ān, Ḥadith No: 4942, 169/6.

"تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتا ہے حالانکہ کہ اس دن کے ختم ہونے پر (یعنی رات) اس سے ہمبستری بھی کرتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو ریاح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: "ایک کام پر جو تم میں ہر شخص کرتا ہے بھلا دوسروں کے اس کام پر کیوں ہنستا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کا فائدہ یہ ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین بھی کبھی شرعی ضوابط سے ہٹ کر تبسم ،مذاق نہ کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ وہ موقع کے مطابق اپنی زندگی کے شب و روز گزاریں اور آخرت کے لیے بھی عمل بجالائیں جس طرح سے دنیا کے لئے کام کاج کرتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہنسی و مزاح کو بالکل ہی چھوڑ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنسی و مزاح کرنے کی اجازت فرمائی البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق مذاق اپنی حدود کو پار نہ کر

پائے اور تبسم اپنی حدود کے اندر ہی رہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لغو و باطل طریقے سے مزاح کو ناپسند فرمایا ہے۔ اور ایسا کرنے والوں کے لیے سخت وعید سنائی ہے۔

حضرت ابوسعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن الرجل ليتكلم بالكلمة يضحك بها جلساءه يهوى في النار أبعد من الثريا"[60]

"ایک شخص کوئی جھوٹی بات کہتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے ہم مجلس لوگوں کو ہنساتا ہے، اس کی وجہ سے ثریا، ستارے سے بھی زیادہ دور تک جہنم میں گرتا ہے"

ایک روایت میں مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ، لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ"[61]

"اس کا ستیاناس ہو جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے "ویل" ہے اس کے لئے بربادی ہے"

ایسی صورت میں ضروری ہے کہ مسلمانوں کے تمام ہی اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے عین مطابق ہوں حتیٰ کہ ہنسنے مسکرانے مزاح کرنے میں بھی۔ کیونکہ مسلمان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جو ایک مستقل اور قابل نمونہ ہیں۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ"[62]

"بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمدہ اخلاق پر ہیں"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات، افکار، رہن سہن ان سب چیزوں کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی عمدہ اخلاق کی گواہی دی ہے اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہے کہ ہنسنا ہنسانا خوشی کا اظہار کرنا اور اپنے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا یہ وہ صفات حمیدہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کا ہی ایک حصہ ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ یعنی کہ ہنسی مزاح کے متعلق واضح طور پر موجود ہے۔

[60]Muḥammad Bin Muḥammad Ghazalī, Eḥyā ul-'Ulūm, Kitab Āfat ul-lisān, 128/3.

[61]Abu Abdullah Ahmed bin Muhammad Ḥambal, Musnad Ahmed bin Ḥambal, Ḥadith No: 20046, 244/33.

[62] Surah Al-Qalam: 4:68.

درج بالا روایات سے معلوم ہوا کہ ایسی دل لگی اور مزاح جس میں کسی کی دل شکنی اور ایذاء رسانی کا کوئی پہلو نہ ہو۔ نہ ہی (کسی کی دل آزاری) کی نیت ہو تو شریعت میں تفریح طبع کے طور پر اس کی اجازت ہے۔ اس کے برعکس ایسا مزاح جس میں طنز کرنے، مذاق اڑانے، عزتِ نفس مجروح کرنے، گالیاں دینے، فحش گوئی کرنے وغیرہ کی پہلو شامل ہوں' شریعت اسلامیہ میں ممانعت ہے اور اس کا مرتکب گناہگار۔